پیار کی پہنچ

بسم الله الرحمن الرحيم

نیم شب کی خامشی میں بھیگتی سڑکوں پہ کل
تیری یادوں کے جِلَو میں گھومنا اچھا لگا

پیار کی پہنچ

بریگیڈئیر حسن اختر ملک

نام کتاب	:	پیار کی پہنچ
مصنف	:	بریگیڈیئر حسن اختر ملک
سرورق	:	حسن شہریار ملک
ادبی مشاورت	:	آمنہ یاسر ملک
ترتیب	:	نازیہ شہریار ملک
دُعا گو	:	حمزہ، زینب، ایمان
اشاعت اول	:	۲۱۰۹ء

بیخود جذبے

حسن اختر ملک

اظہارِ تشکر

☆ میں ان سب کے لیے سراپا سپاس ہوں کہ جنھوں نے بےخود جذبے کی تکمیل میں مدد کی۔

☆ سَمی (میری اکلوتی اہلیہ) جسے ہر غزل اور نظم بار بار پڑھنا پڑی۔

☆ محترم جعفر شیرازی صاحب جن کی راہنمائی میرے لیے باعث فخر ہے۔

☆ عزیزم شہر یار ملک جنھوں نے مسوّدے کی درستگی میں دستِ تعاون بڑھایا۔

☆ آمنہ بیٹی نے بڑے پیار سے سرورق ترتیب دیا۔

☆ عزیزم یاسر ملک جنھوں نے بیشتر غزلوں کو کئی بار پڑھا اور مفید مشورے دیئے۔

☆ نازیہ بیٹی کی خوبصورت تنقید کے لیے۔

☆ پروفیسر چوہدری فضل حسین، جناب شریف کنجاہی، مشکور صدیقی، اور ذوالفقار ذلفی جن سب کی معاونت میرے لیے گرانمایہ اثاثہ بنی۔

☆ جناب اسلم چوہدری جن کی وساطت سے طباعت کے تمام مرحلے باحسن طریق

ارمغانِ انتساب

”نسیم حسن ملک“

پیش لفظ

میں نے کب کہا کہ میں شاعر ہوں! میں تو محض اندھیروں میں کہکشاں کی طرح بکھرنے والوں کا مداح سرا ہوں۔ بس اتنا ہے کہ گل کی کلی کے چٹکنے کے مشاہدے کو اپنے تک محدود نہیں رکھ سکا۔ اور پھر ایک اور احساس کہ عزّ وجل اپنی اشرف تخلیق سے کتنا پیار کرتا ہے۔ وہ کتنا خوش ہوتا ہوگا۔ جب اس کے بندے محبت کے انمٹ بندھنوں میں آجاتے ہیں۔ محبت کرنے والے یہ لوگ پیاس کے صحرا میں بھی تنہا نہیں ہوتے تو میں ان پیار کرنے والے لوگوں کے ان حسین، لطیف اور پر شکوہ جذبوں کی قدر کیوں نہ کروں۔

بس تو یوں ٹھہرا اِس کتاب کا وجود۔

حسن اختر ملک

عرضِ حال

نظم اور غزل میں قافیے ردیف کی حسین پابندیاں بعض اوقات مافی الضمیر کے بیان کے حُسن کو کچھ زیادہ تابدار ہونے کے آڑے آجاتی ہیں۔ نثری نظم یا آزاد شاعری اس طرحدار لگام سے آزاد جو ٹھہری تو پھر کہنے کی آسانی وافر اور یوں اسراک کی فراوانی تھی۔

نثری نظم میں میرے خیال کی رہنمائی پروین شاکر نے کی میں نے ان سے کیا سیکھا یا کیا فیض حاصل کیا یہ بتایا تو شاید میری بساط میں نہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ شاکر کی شاعری نے مجھے نثری نظم کہنے کی جرأت ضرور دی۔

بے خود جذ طے میرا پہلا مجموعۂ کلام روایتی غزل پر مشتمل ہے۔ یہ دوسری کاوش اور کچھ ہو نہ ہو لیکن دو پریمیوں کے لئے ایک دوسرے کو دینے کے لئے ایک حسین تحفہ یقیناً ہوگا۔

حسن اختر ملک

درمدحِ غزالاں

ہم نے کئی برس پہلے جس حسن اختر کو دیکھا تھا وہ تو شوخ وچنچل، خاصا کھلنڈرا، ایک سیماب صفت جوان تھا لیکن نہ معلوم کب اور کیسے اس کی قلبی وارداتوں پر کسی نے ''شب خون'' مارا کہ وہ ایک شاعر بن گیا اور بقول اس کے ''دل پہ جو گذری، رقم کرتے رہے ہیں۔'' اس روپ میں بھی وہ اچھوتا نکلا۔ ایک پیارا انسان، ایک پیارا شاعر۔

ایک نظر اس کے شعر پڑھتے وقت ہلکی ہلکی پھوار کا احساس ہوتا ہے۔ ایسے جیسے وہ خوش رنگ تتلیاں ہوا میں اڑاتا ہے جن سے فضا میں رنگ سا بکھر جاتا ہے۔

اگر مٹتی نہیں ہے تشنگی تو مے کدہ چھوڑو
بجھاؤ پیاس اس مَے سے جو آنکھوں سے چھلکتی ہے

بس یوں کہیئے کہ اس سے ملو یا اس کی غزل پڑھو تو اک خوشگوار تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ دنیا داریوں اور منافقتوں سے پاک اشعار جن میں اک گونہ رجائیت اور محبت کے راسخ جذبوں کی نوید ہے مادیت کے عنصر کا سایہ تک نہیں۔

عمومی طور پر تو اس کے فن میں رومان کی مہکاری ہی غالب ہے لیکن وہ ماحول کی تیرہ دستیوں سے کہاں تک چشم پوشی کر سکتا ہے۔ خواہ سیاست ہو یا مذہبی تنگ نظری وہ بڑی چابک دستی سے اس پر قلم اٹھاتا ہے۔

خوشنودیِ حضور تو منظور ہے ضرور
اس قوم کا بھی کچھ تو خیال کیجئے

اور پھر

مذہب تو اک روشنی ہے زندگی کے لئے
پاؤں کی زنجیر جسے تم نے بنا رکھا ہے

ان کی پوری شاعری میں تغزل کی سرمستی موجزن ہے۔ اختر ملک نے اپنے محسوسات کو دریا کی ان لہروں کے سپرد کر دیا ہے جو دو نہ ملنے والے کناروں کے درمیاں کبھی متلاطم اور کبھی پرسکون ہوتی ہیں۔

ہم حسن اختر کو چیلنج دیتے ہیں یا یوں بھی کہہ لیجئے کہ یہ محض ہماری ادبی پیشین گوئی ہے۔

یہ تو ابھی آغاز ہے جیسے اس پہنائے حیرت کا
آنکھ نے اور سنور جانا ہے، رنگ نے اور بکھرنا ہے

چوہدری فضل حسین
سابق پرنسپل
اسلامیہ کالج گوجرانوالہ، زمیندار کالج گجرات

بے خود جذبے

بے خود جذبے جناب حسن اختر ملک کی شاعری کا پہلا اثاثہ ہے، بے خود جذبے ان کے احساسات کی سچی تصویر ہے جسے وہ کہہ رہے ہوں۔ ’’ہم نے رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے‘‘

اس زنبیل سخن میں وہ سب کچھ ہے جس کی ایک سچے شاعر سے توقع کی جاسکتی ہے یہ مجموعہ ان کی رومانی شاعری سے بھرپور ہے لیکن ان کی کچھ نظمیں مذہبی تاثر کے ساتھ بھی موجود ہیں کچھ قطعات بھی ہیں غرضیکہ اظہارِ سخن کے تمام پہلو موجزن!

ان کی رومانی غزلیں اور محبتوں کے ذائقے سے بھرپور غزلیں، نظمیں قاری کو بہت لطف دیتی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ہر لمحہ مسکراتی رہی میرے دھیان میں
وہ یاد اس جمال کا پیکر بنی رہی

حسن اختر ملک نے ’’جاناں‘‘ کا استعارہ جا بجا استعمال کیا ہے جسے اختر شیرانی نے ریحانہ کو اپنی نظموں کا استعارہ بنایا تھا بے خود جذبوں کی شاعری اَن گنت اور بے شمار منوّر کیفیتوں، روشن جذبوں اور دلکش احساسات کی شاعری ہے۔ مجھے یقین ہے قاری اسے پسند کرے گا۔ میری حوصلہ افزائی کا بَرملا اظہار شاعر کے ظرف کا آئینہ دار ہے۔

(جعفر شیرازی)

یہ ستم بھی دل پہ اب اے خدا ہوگا
اسی شہر میں رہ کر بھی، وہ مجھ سے جدا ہوگا

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ منبع نور، خوشبو، روشنی کا
مدینہ نام ہے شہر نبیؐ کا

تڑپتا ہوں پہنچ جاؤں مدینے
عجب عالم ہے دل کی بے کلی کا

وہ گلیاں، گنبدِ خضرٰ، وہ مینار
یہی محور ہیں میری زندگی کا

میرے آقاؐ کے در کی شان دیکھو
بہت ساماں ، نظر کی تازگی کا

جسے آقاؐ سے کچھ نسبت نہیں ہے
نہیں کچھ مرتبہ اس آدمی کا

عطا ہو شربتِ دیدار آقاؐ
بہت غلبہ ہے مجھ پر تشنگی کا

یہاں ہر ذرہ ہمدوش ثریا
یہ رتبہ ہے مدینے کی گلی کا

جسؔ اخترؔ غلامِ مصطفیٰؐ ہوں
اثاثہ ہے یہ میری چاکری کا

نعت رسول مقبول ﷺ

مدینہ کی حسین وادی مجھے جب یاد آتی ہے
رسولؐ اللہ! عقیدت سے طیبہ کی وہ گھاٹی یاد آتی ہے
آپؐ کے قدموں میں استادہ مجھے اپنی خماری یاد آتی ہے
دعاؤں سے بھی وہ اپنی آہ و زاری یاد آتی ہے
ریاض الجنتہ کے سجدوں کی وہ کہکشائیں یاد آتی ہے
گنبدِ خضرا وہ منبع نور کا مجھ کو ہمیشہ یاد آتا ہے
کوہِ اُحد منظرِ دامن حضرتِ حمزہؓ
مجھے اسدِ رسولؐ اللہ کی غیرت اور شجاعت یاد آتی ہے
دربار اقدس میں عصیاں کا مجھے احساسِ ندامت یاد آتا ہے
حبیب کبریاؐ! آپؐ کے دربار میں دامن پھیلانا یاد آتا ہے
مسجدِ نبویؐ کا وہ لطفِ عبادت یاد آتا ہے
شفاعت کے تخیل سے مجھے شمعِ رسالتؐ یاد آتی ہے
آپؐ کے قدموں میں طبیعت کی روانی یاد آتی ہے
آپؐ کے دربار کی شانِ عطاء بھی یاد آتی ہے
میرے دل سے اٹھی حُبّ شہِ یثرب یاد آتی ہے
حسنؔ کو ہر دم جلوۂ شہر نبیؐ کی یاد آتی ہے
رسولؐ اللہ! عقیدت سے طیبہ کی وہ گھاٹی یاد آتی ہے

درمداحِ غزالاں

غزل

اتر جاتے ہیں طوفانوں میں اسکو یہ بتانا تھا
وہ جانِ جاں جسے ملنے کو دریا پار جانا تھا

تمہی کو قلب و جاں میں آخرش میں نے اتارا ہے
اِدھر تیری محبت تھی اُدھر سارا زمانا تھا

وہ یارِ کم سخن، فطرت میں کیسی بے نیازی ہے
اُسی سے بات کرنا تھی، اسے اپنا بنانا تھا

تمہاری بے رخی ہے کاروبارِ عشق میں کیسی
کسی کو یاد کرنا تھا کسی کو بھول جانا تھا

چمن میں لالہ وہ گل پر اک حیرانی مسلط ہے
صبا کو بات کرنا تھی، ہوا کو مسکرانا تھا

تمھیں بھی دیکھ لینا تھا کبھی وعدہ وفا کر کے
محبت میں کبھی تم نے حسنؔ کو آزمانا تھا

(نوائے وقت 4 جولائی 1994)

(ماہنامہ شام وسحر اگست 1996)

(سہ ماہی قدریں اکتوبر 1997)

جانوں

جانوں ہوائے گل کی طرح خوش خرام ہے
میرے لئے وہ حُسن کا ماہِ تمام ہے

وہ داستانِ عشق ہے اور باعثِ طرب
میرے تصوّرات کی دیوی، مری طلب

دھندلائے جب بھی راستے گرد و غبار سے
طے کر لیا ہے میں نے انہیں اُس کے پیار سے

ہر رنگ، ہر ادا میں سراپا جمال ہے
ایسے ہے، جیسے حُسن میں وہ بے مثال ہے

ہر غم مجھے حیات کا بھولا ہوا تو ہے
خوشبو سے اس کی راستہ مہکا ہوا تو ہے

غزل

لمحے تمام پیار کی سوچوں سے اَٹ گئے
دن رات میرے اس کے خیالوں میں کٹ گئے

غم بڑھتے بڑھتے بڑھ گئے ہجر و فراق کے
ہم جیسے جیسے زیست کی راہوں میں بٹ گئے

وہ دور تھا تو دور تھے دنیا جہاں سے
وہ آگئے تو فاصلے سارے سمٹ گئے

ہر سمت دھول، دھول تھی جب وہ چلا گیا
وہ آگیا تو راستے پھولوں سے اٹ گئے

آنکھوں میں آئے تھے جو حسن وہ غموں کے ابر
کیسے اُمڈ کے آئے تھے اور کیسے چھٹ گئے

(ماہنامہ ریشم کراچی اگست 2007)

غزل

حد درجے کی خود داری، انا کا ہے بھرم یارو
کبھی تم معذرت کر لو، خیالِ خام ہے یارو

گلہ تجھ سے کریں اور تجھے شرمندہ ہم کر دیں
نہیں ہے یہ ظرف اپنا اور نہ ہی کام ہے یارو

لڑکھڑاتے ہی رہو گے، اسے پی کہ بھلے زاہد
جاناں کی آنکھوں کا کچھ ایسا جام ہے یارو

ہے سامنے لیکن اُسے ہم چھو نہیں سکتے
فاصلہ صدیوں کا اور منزل دو گام ہے یارو

سرِ تسلیم خم نہ ہو، اتنی جرأت بے زبانوں میں کہاں یارو
یہی سوچا تمہارے ہی بھرم کے ہم امانت دار ہیں یارو

لٹا دیں گے دل و جاں اس پہ اور ایمان تک یارو
حسنؔ کو کیا خبر کہ اسکا کیا انجام ہے یارو

غزل

اِس سے پہلے کہ ہمارے چاہتیں جاناں
عذاب بنیں، دل کا روگ ہو جائیں

اِس سے پہلے کہ میرا مقدر اور تیرا نصیب
پھر کبھی نہ جاگنے کے لئے سو جائیں

کیوں نہ ہم لوگ آج اک وعدہ کر لیں
تجدیدِ وفا بھی کریں، وعدوں کا اعادہ کر لیں

بھلا کر دل سے بیتی ہوئی باتوں کو
ساتھ رہنے کا چلو آج ارادہ کر لیں

غزل

شام آتی ہے میرے گھر میں سحر آتی ہے
تو نہیں آتا، تیری یاد، مگر آتی ہے

میری تحریر میں یوں نقش بکھرتے ہیں تیرے
لفظ لکھتا ہوں تو تصویر اُبھر آتی ہے

تو بھی کیا ہے کہ تیرے لمس کا جب سوچتا ہوں
ہر رگ و ریشہ میں تاثیر اُتر آتی ہے

روح کے ساتھ میرا گھر بھی مہلک اُٹھتا ہے
مجھ کو جب بھی تیرے آنے کی خبر آتی ہے

اس لئے ملنا زمانے سے عجب لگتا ہے
اب میری آنکھ تیرے نام پہ بھر آتی ہے

مجھ پہ کھلتا ہی نہیں وہ کسی اُلجھن کی طرح
اس کی ہر بات میں اک بات نظر آتی ہے

ساتھ اختؔر کو وہ دن رات لئے پھرتی ہے
وہ جو گھر سے تیرے اِک رہ گذر آتی ہے

(ڈیفنس کلب مشاعرہ 1999)

غزل

کتنے ناداں ہیں ہم لوگ، گنوا دیتے ہیں
ہستیِ نایاب کو بیکار تمناؤں میں

تمام عمر کی پارسائی لٹا دوں ان پر
لذتیں ایسی بھی چھپی ہیں کچھ گناہوں میں

ستم پہ اپنے وہ پشیمان ہوا ہے آخر
آگیا اثر اب شاید میری دعاؤں میں

غزل

تو بتا! اس بے نیازی میں کیا رکھا ہے
تیری طلب نے تو مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

اک میں ہوں کہ ڈھونڈ رہا ہوں تجھکو
اک تو ہے کہ کہیں خود کو چھپا رکھا ہے

تو جو چاہے تو اِسے نعمت کہہ لے
زندگی کا نام! ہم نے تو سزا رکھا لے

کبھی تو اسکی طرف بھی دیکھ لے ظالم
ترے لئے جس نے اپنا آپ مٹا رکھا ہے

کون جانے کہ طلب میری بھی موسیٰ جیسی
طور تو میں نے بھی اک دل میں بنا رکھا ہے

غزل

جان تھی تیری، تجھی پہ واری ہے
جنوں نہیں، یہ میری وفاداری ہے

پیار کا جرم ہوا ہے مجھ سے
مجھے اعترفِ گنہگاری ہے

قدرتِ اظہار تو رکھتا ہوں مگر
راہ کی دیوار میری خود داری ہے

بناؤ اس کو یا تم مٹا ڈالو!
زندگی میری اب تمہاری ہے

سوچتا ہوں تو یقیں نہیں آتا
بِن ترے زندگی گذاری ہے

دو اشعار

اس حُسن کی میں تعریف کروں کیسے
چندا کو بھی اس بت کے جلوؤں میں مگن پایا



اے جانِ حسن تجھ میں کچھ بات ہی ہے ایسی
ہیں یوں تو حَسین کتنے، تجھ سا نہ حَسین پایا

غزل

تیرے فراق میں دن یوں گذرتے رہتے ہیں
کہ جیتے رہتے ہیں ہم جیسے مرتے رہتے ہیں

نوازشاتِ زمانہ سے یوں پریشاں ہیں
چلے ہَوا تو ہَوا سے بھی ڈرتے رہتے ہیں

بچھڑنے والے کبھی لوٹ آ کہ ہم ہر روز
تیری جدائی میں جاں سے گزرتے رہتے ہیں

اُسے خبر ہی نہیں وہ جب سنورتا ہے
تو گیسوؤں کی طرح ہم بکھرتے رہتے ہیں

اُسے کہو کوئی جا کر نہ یاد آئے مجھے
جسے بُھلا کے میرے زخم بھرتے رہتے ہیں

اس ایک بات پہ حیراں ہیں میں اور آئینہ
بگڑتے رہتے ہیں وہ اور سنوررتے رہتے ہیں

بلند و پستِ زمانہ سے ڈر نہ اے اخترؔ
کہ چڑھتے رہتے ہیں دریا اُترتے رہتے ہیں

(منظر نامہ جولائی 1998
ڈیفنس کلب مشاعرہ)

محبت

محبتوں میں گو زندگی خراب ہوتی ہے
محبتوں کے بِنا بھی تو عذاب ہوتی ہے

ہمیں تو فیض ہی ملے ہیں اس سے
کون کہتا ہے یہ خانہ خراب ہوتی ہے

ایسے لوگوں کو سدا مشکلوں میں دیکھا
زندگی جن کی کھلی کتاب ہوتی ہے

اُس پرستش کا میں نہیں قائل
جس میں شامل آرزوئے ثواب ہوتی ہے

غزل

کسی حسین کے لیے اک جہاں بنانا پڑا
زمیں بنانی پڑی آسماں بنانا پڑا

بُلا ہی لے گا کسی روز مہربان ہو کر
اسی لیے تو اُسے مہربان بنانا پڑا

کسی طرح تو میرے حال کی خبر ہو اُسے
زمانے بھر کو مجھے راز داں بنانا پڑا

جب اُس سے بزم میں ہم گفتگو نہ کر پائے
تو اشکِ چسم کو دل کی زباں بنانا پڑا

وہ ہو بھی سکتا ہے اس کے علاوہ کیا آخر
وہ اور کیا ہے جسے جسم و جاں بنانا پڑا

ہمارا ہونا تو اِک کھیل کا کھلونا ہے
کہاں کی خاک ہوئے اور کہاں بنانا پڑا

یہ کیا ہوا کہ تہِ خیمۂ فلک اختر
یہ گھر بنانا پڑا، یہ سائباں بنانا پڑا

دو اشعار

جانوں نے التجائے وصل کو ناممکن تو کہہ دیا
پھر بھی وہ میری سوچ کا محور بنی رہی



ذکر ان کا تو میرا ثواب ٹھہرے
یا پھر یادوں کی اک کتاب ٹھہرے

غزل

کہا کسی سے بھی نہیں کچھ بھی تو زباں سے
کچھ تجھ سے شکایت ہے کچھ تیرے جہاں سے

رنجشیں دل کو بہت اُس سے ہیں لیکن
محبت بھی ہوئی ہے تو اسی دشمن جان سے

پیار وہ بھی تو کرتے ہیں شاید ہمیں سے
اظہار جو کرتے نہیں اپنی زباں سے

دل تو بہت چاہتا ہے تجھ کو بھلانا
حوصلہ لائیگا مگر اسکا کہاں سے

(ڈیفنس کلب مشاعرہ 2000)

غزل

میری زندگی میں پھول بن کر وہ نکھرتی ہے
خوشبو کی طرح، پھر وہ میرے دل میں بکھرتی ہے

بھٹک جاتا ہو میں کبھی جب ظلمتِ شب میں
تو راہِ زیست میں وہ چاندنی بن کر چمکتی ہے

وہ اس کافر ادا کا بن سنور کر ہی چمن آنا
چٹک جاتی ہیں کلیاں، مستی پھولوں سے برستی ہے

اگر مٹتی نہیں ہے تِشنگی تو مے کدہ چھوڑو
بجھاؤ پیاس اُس مے سے جو آنکھوں سے چھلکتی ہے

کبھی وہ ایک پل کو بھی حسنؔ سے دور ہو جائے
اس کی یاد شعلہ بن کے سینے میں سلگتی ہے

(اکتوبر1963)

غزل

اس پشیمانی کی، میری جان ضرورت کیا ہے
میں دکھاؤں گا، تمہیں اک روز محبت کیا ہے

تم تھے مجبور! چلو چھوڑو! یہ مانا میں نے
بھول بھی جاؤ سب کچھ! یہ وضاحت کیا ہے

مٹے تو ہم ہیں سبب جو بھی رہا ہو کوئی
کیا کہیں اب دل کو کسی سے شکایت کیا ہے

زندگی چھن جائے کسی کی، وہ کچھ کر بھی نہ سکے
اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور قیامت کیا ہے

(منظرنامہ مارچ1999)

غزل

جب زلف سنوارو تم جاناں، گھنگور گھٹائیں ہوتی ہیں
جب بن ٹھن کے تم نکلو، رنگین فضائیں ہوتی ہیں

وصل کے دل کش لمحے میں، مستانہ ادائیں ہوتی ہیں
مخمور نگاہوں سے تیری، وہ پیار کی راہیں ہوتی ہیں

اور تیرے گلے میں پھولوں کے اک ہار سی باہیں ہوتی ہیں
میرا شوق سوا ہو جاتا ہے، جب تیری ادائیں ہوتی ہیں

(گجرات کالج مشاعرہ فروری 1964)

یاد

میں تجھ سے کب کوئی گلہ کرتا ہوں
آگ میں اپنی چپ چاپ جلا کرتا ہوں

تیری یادوں کے سوا اور بچا ہی کیا ہے
انہیں یادوں کے سہارے تو جیا کرتا ہوں

آ کے اک بار ذرا دیکھ تو لے
بِن تیرے کتنا بے چین رہا کرتا ہوں

مے نوشی عادت تو نہیں ہے میری
غم بھلانے کو تھوڑی سی پیا کرتا ہوں

خوں رلاتی ہیں وہ پل بھر کی ملاقاتیں بھی
گاہے گاہے جو کبھی خود سے ملا کرتا ہوں

غزل

ہجر کے صحرا میں سائے بھی سمٹ جائیں
ناگ جدائیوں کے سینے سے لپٹ جائیں

پہلو میں رہے میرے، بس یہ ہی تمنا ہے
وقتِ وصل لیکن، وہ ہم سے سمٹ جائیں

عشق کی راہیں گر مشکل ہیں تو غم کیسا!
وہ اور کوئی ہوں گے جو ڈر کے پلٹ جائیں

ہے وقت وہی اچھا جو ساتھ تیرے گذرے
فرقت کی تو گھڑیاں ہیں، پر صدیاں گذر جائیں

کچھ اپنی کہو جاناں، کچھ میری سنو جاناں
یوں سننے، سنانے سے غم سارے ہی بٹ جائیں

غزل

اتنا جذباتی بھی یارو! کب بھلا ہوتا ہوں میں
زخم اپنے آنسوؤں سے یوں کہاں دھوتا ہوں میں

آج جانے کیوں یونہی بہنے لگے آنسو میرے
ورنہ ذرا سی بات پہ یوں بھی کبھی روتا ہوں میں

میری طرح تو بھی قمر ڈھونڈے ہے بچھڑے یار کو
تجھکو جاتے دیکھتا ہوں روز جب سوتا ہوں میں

لگ بھی جائے آنکھ گر روتے روتے، جاں میری
خواب بھی تیرے ہی دیکھوں جب کبھی سوتا ہوں میں

حسرت رہی کہ پھولتے پھلتے ذرا دیکھوں اسے
محنت و شوق سے جو بھی فصل بوتا ہوں میں

غزل

اُسے مندر بنانا تھا، اسے تو پیار کرنا تھا
اُسی کی دید سے اپنے آپ کو امرت پلانا تھا

اُسی کی جنبشِ لب سے، سفرِ رفاقت کو ہمیں مہمیز دینا تھی
اسی کی خوش خرامی سے، چمن میں گل و سبزہ کھلانا تھا

کہسار کی ملکہ، غزالِ دشت، گلِ صحر بھی وہ ٹھہری
شبِ ماہتاب میں اس کو حُدی نغمہ سنانا تھا

کمالِ بے نیازی سے ہمیں دوری دکھائی تھی
مقصد تو، فراقِ حُسنِ یار سے ہم کو رلانا تھا

(زمیندار کالج مشاعرہ 1963)

غزل

اک بے بسی حیات کی ہمسر بنی رہی
جاناں ہی میری سوچ کا محور بنی رہی

ممکن کو یوں بدل دیا ناممکنات میں
اک یاس تھی کہ میرا مقدر بنی رہی

ہر لمحہ مسکراتی رہی، میرے دھیان میں
وہ یاد اُس جمال کا پیکر بنی رہی

اک جذبِ شوق تھا، میرا ہمدم بنا رہا
اک خواہشِ وصال تھی نشتر بنی رہی

لائے تھے کس طرح حسنؔ اُسکو حصار میں
وہ ایک شکل جو مہ وہ اختر بنی رہی

(ماہنامہ شعلے کراچی اگست 1996)

غزل

ہمیں تو شاخِ دل پہ آشیانے کو سجانا تھا
بہت سے ان کہے لفظوں کو بھی ہونٹوں پہ لانا تھا

غموں کے تیرہ و تاریک رستوں میں دھنک کے رنگ لانا تھا
خوابوں کی اِن ٹوٹی فصیلوں کو نئے سر سے اٹھانا تھا

یہ تم ہی ہو کہ ان سب رابطوں کو توڑ بیٹھے ہو
ہمارے پیار کو کچھ دن تو تم نے آزمانا تھا

کسی کے یوں بچھڑ جانے کی ہم کو گر خبر ہوتی
حسنؔ ہم نے سکوں اپنا اُسی در پہ لٹانا تھا

غزل

تذکرے مت کرو امیروں کے
پھر گئے دن تیرے فقیروں کے

اب تو کٹنے لگی ہیں زنجیریں
کھل گئے راستے اسیروں کے

ہم سمجھتے ہیں رہبر ان کو
روپ بدلے ہیں راہ گیروں کے

کوئی تدبیر بن نہیں آتی
ہم فقیر ہوگئے لکیروں کے

کیسے کیسے ستم سہے ہیں حسنؔ
ہم نے اِن پیار کے سفیروں کے

قطعہ

اس کے آنے سے مانند وہ صبحِ کہن
دیہدہ زیبی میں قطعاً وہ سرو و سمن
حُسن اُسکا تو بالکل زمانہ شکن
ضوفشاں، خوش بیاں، گلبدن گلبدن

غزل

محوِ سفر تھے پر بہار راستوں میں ہم
بھولے ہیں ہم بہار تجھے دیکھنے کے بعد

رہتے تھے محفلوں کی ہی مستیوں میں ہم
ہم خود ہی مست ہوگئے تجھے دیکھنے کے بعد

گردش میں پھر رہے تھے سیماب صفت ہم
بھولے ہیں ہم سفر کو تجھے دیکھنے کے بعد

جاتے نہ تھے کبھی، محفلِ شعراء میں ہم
ہم ہوگئے غزل گوؔ تجھے دیکھنے کے بعد

قطعہ

لہجہ کوئی بھی ہو، تنقید تو تیرا شیوہ ہے
الفاظ خواہ ڈھیلے ڈھالے ہوں شکوہ تو تیرا شیوہ ہے
خواہشِ وصل ہو یا تمنائے دید، انکار تو تیرا شیوہ ہے
پیار تو چاہے تم بھی کرو، اخفا تو تیرا شیوہ ہے

قطعہ

الفاظ تھے تو میرے، تأثر تھا تمہارا
حُسن بیاں تھا میرا، پر ذکر تھا تمہارا
سجدہ تھا تو میرا، آستانہ تھا تمہارا
منزل تھی تو میری، آشیانہ تھا تمہارا

قائدین کے نام

خوشنودیٔ حضور تو منظور ہے ضرور
اس قوم کا بھی کچھ تو خیال کیجیۓ

ہاں محفلِ رقص و سرور بھی برداشت ہے ہمیں
پر عوام کا بھی کچھ تو ملال کیجیۓ

خود تو جو بھی جی میں آئے حضور کیجیۓ
پر اس امتِ مظلوم کو نہ بدحال کیجیۓ

جب بھڑک اُٹھیں گے بے کس و نا چار لوگ ہم
التجا ہے کہ پھر نہ اظہارِ جلال کیجیۓ

غزل

سبھی نے اپنا اپنا اک معبود بنا رکھا ہے
مجھکو لوگوں نے بہت اس سے ڈرا رکھا ہے

ان دیکھی کوئی قوت ہے بہت ہی با اختیار
نام جس کا ان لوگوں نے خدا رکھا ہے

اک جہاں یہ کہ ہم لوگ جہاں رہتے ہیں
اک جہاں اور کہیں اس نے بسا رکھا ہے

قریب سب سے ہی رہتا ہے مگر آسماں سے پرے
سنا ہے اس نے گھر و دربار بنا رکھا ہے

نیکی و بدی کے عجب معیار بنائے جس نے
ہر بری چیز میں اُس نے مزا رکھا ہے

صبر کے نام پر ظلم سہنے کی ہے تلقین یہاں
صلہ میں جس کے مُژدہ جنت کا سنا رکھا ہے

ہم سے منکروں کی سزاؤں کے واسطے
اک جہنم بھی وہاں اس نے بنا رکھا ہے

سزا و جزا کے یہی چکر تو ہیں جس نے
آج کے انسان کو انسان بنا رکھا ہے

زاہدو! تم نے اسے کھیل بنا رکھا ہے

مذہب مذہب کا اک شور مچا رکھا ہے
یہ تو اک روشنی ہے زندگی کے لئے
پاؤں کی زنجیر جسے تم نے بنا رکھا ہے
اک دوسرے کو غلط کہنے کا حق نہیں تم کو
یہ فیصلہ خدا نے پہلے سے سنا رکھا ہے
ٹھنڈے دل سے سوچو تو سمجھ بھی لو گے
فائدہ اس الزام تراشی میں بھلا رکھا ہے
قادرِ مطلق و معبود وہی ہے منصف بھی وہی
حق و ناحق کا جھگڑا یونہی تم نے اٹھا رکھا ہے

(اردونامہ جون 1997)

ٹھنڈی دھوپ



حسن اختر ملک

پروین شاکر کے لئے اتھاہ

عقیدت کے ساتھ

رنگ نے اور بکھرنا ہے

ابھی تو سیاہی خشک نہیں ہوئی حسن اختر کی پہلی کتاب ''بے خود جذبے'' کے تبصرہ کی کہ دوسرے کتاب کا مسوّدہ میرے ہاتھوں میں ہے۔ پہلے تو ہم نے کچھ کچھ جھینپ کر شاعر کی قلبی وارداتوں پر شب خون کا زکر کیا تھا لیکن اس پُر گوئی کے بعد (تین مہینوں میں دوسری کتاب) تو ہمارا شک یقین سا بنتا جا رہا ہے۔

اللہ کرے زور ____________________ اور زیادہ

میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ حسن اختر نے اپنی ادبی مرشد کا نام روشن کیا کہ اُس گیسوئے تابدار کو شائد مزید تابداری کی ضرورت نہیں۔ پر اِتنا ضرور ہے کہ شاعر کی عقیدت کا بدرجہ اتم احساس ہوتا ہے۔

نثری نظم کو بعض حوالوں سے روائتی نظم وغزل کے داعی اچھی نظر سے نہیں دیکھتے لیکن نثری نظم اب ایک حقیقت ہے اور مستند اسلوب بھی اور حسن اختر نے اس کے ساتھ بھر پور انصاف کیا ہے۔

اس کتاب میں عنوان کافی متنوّع ہیں محبت اور انا کی جنگ سے لے کر' حوا کی بیٹی کی مظلومیت کی دہائی] بدگمانی کے ساخسانے' چناب کے پاتیوں سے رقم داستانِ حُسن و عشق' Meditation تک نہ جانے کتنے خوبصورت عنوان موجود ہیں اس گنجینۂ احساسات میں کہ قاری یقیناً سوچے گا' کیفیات کو اپنے آپ پر منطبق کرنے کی سعی تو بہر حال کرے گا اور ڈھیروں لطف اٹھائے گا کتاب کا نام کیسا خوبصورت ہے داد دیجئے گا۔

مقطع میں اتنا عرض ہے کہ حسن اختر میرا ہونہار شاگرد ہے ہم دونوں کو ایک دوسرے پر فخر ہے۔

چوہدری فضل حسین
سابق پرنسپل
زمیندار کالج
گجرات و اسلامیہ کالج گوجرانوالہ

22 اپریل 1997

ٹھنڈی دھوپ کا شاعر

حسن اختر بے خود جذبوں سے پیار کرنے والا شاعر مزاج انسان تو تھا ہی لیکن اتنا پختہ شاعر بھی ہے یہ بڑی خوشگوار حیرت کی بات ہے۔ پہلا مجموعۂ کلام روایتی غزل کے پیکر میں ادبی محفلوں میں اکثر موضوعِ بحث رہ ہے۔ ان کی دوسری تخلیق ''ٹھنڈی دھوپ'' (نثری نظم کا مجموعہ) دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ شاید یہ ہی اس شاعر کا اصل میدان ہے وہ متنوّع نظموں میں بڑی جرأت سے اظہار خیال کرتا ہے۔

پروین شاکر سے متاثر اس شاعر نے مختلف موضوعات کے ساتھ انصاف کیا ہے اور قاری کو پڑھنے کے لئے بہت کچھ دیا ہے۔ جو ادب میں خوبصورت اضافہ ہے۔ ان نثری نظموں کا اپنا ایک حُسن ہے' اپنی دلکشی ہے۔ جذبوں کی شدت اور رچاؤ کا حسین امتزاج ہے۔ فکروشعور کے اس بے ساختہ پن نے ان کو بے پناہ تاثر سے ہمکنار کر دیا ہے۔ ''محبت اور انا کی جنگ'' کو کس خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے اور ''آرزو کی آرزو'' پڑھیئے تو سر دھنیئے۔ ''شیشے کا انسان'' اور ''چناب کی پانیوں کی مہک'' کہیں آپ بیتی ہی نہ ہو؟

اچھی تخلیق پر حسن اختر کو میرا پیغام تہنیت پہنچے۔

جعفر شیرازی

ساہیوال

مئی 1997ء

ٹھنڈی دھوپ

ہوائیں، بادل

فضائیں، موسم

چندا، چاندنی

دھنک، خمار

ہجر، فراق

ملن، وصال

خواب، خیال

سُر، سنگیت

چاہت، الفت

پھول اور کلیاں

یہ سب تو نام ہیں تیرے

مجھے ان سے محبت ہے

کہ

میرے لئے یہ بہار کی ٹھنڈی دھوپ ہوں جیسے

”مجھے تم یاد آتے ہو“

کسی کو مسراتے دیکھ کر تم یاد آتے ہو

کہیں سے قہقہہ سن کر

کہیں پر نغمگی سن کر

تمہیں بس یاد کرتا ہوں

کہیں پر چشمِ آہو کے تخّیل سے

کہیں بھینی سی خوشبو کے توسّط سے

کہیں دلکش اداؤں کے تواتر سے

تمہاری یاد آتی ہے

تو پہروں یاد آتی ہے

کہیں پر جب کوئی خوش پوش شخصیت ابھرتی ہے

ذہانت سے، بشاشت سے حسینہ جب نکھرتی ہے

تو اک مہکار ہر جانب بکھرتی ہے

مگر جب ان حسیں پھولوں سے اِک مستی برستی ہے

تو تیری بادِ شعلہ بن کے سینے میں سلگتی ہے

مجھے تم یاد آتے ہو
مگر شاید یہ بے طرح سی لفاظی لگے جاناں
حقیقت تو یہی ٹھہری
کہ میں تم کو، تمہارے پیار کو بھولا نہیں جاناں
آخر پھر یاد کرنے کا یہ دعویٰ
کیوں کروں جاناں!

آرزو کی آرزو

رتجگوں کی قسم
کہ میں بے وفائی کے موسم سے واقف نہیں
خوشبو بانٹتی، گیت گاتی ہوئی
لوٹ آ جانِ من! لوٹ آ
میرے آنگن میں آ، خوبگاہوں میں آ
میرے کمرے کی ہر چیز پر
کیسٹوں کے انبار میں گلدان کے ہر مرجھائے ہوئے پھول میں
میری کتابوں کے ہر شعر میں
گئی عید کے ہر کارڈ پر
اور تو اور
میرے بستر کی اِک اِک شِکن پر
بے قراری کے ہر نقش پر
تمہیں صرف اِک احساس ہوگا
میری آرزو نے تیری آرزو کی

کتنے اکیلے رہ گئے ہیں ہم

نہ کوئی فون آیا ہے
نہ اب کوئی پیغام آیا ہے
نہ کوئی قہقہہ سننے میں آتا
جھلک تک دیکھنے کا بھی کوئی موقع نہیں ملتا
ہے گہری خامشی اور ہر طرف گہرا اندھیرا ہے
کہیں پر روشنی مجھ کو نظر آتی نہیں جاناں
یہ کیسی قیامت کی جدائی ہے
اب ایسے میں
فقط احساس تو کر لو
کتنے اکیلے رہ گئے ہیں ہم

یاد ہے مجھ کو

مجھے یاد ہیں تیرے گیسوئے تابدار
حسیں پیشانی، ستواں ناک
ہونٹوں کی طرحدار مسکراہٹ
یاد ہے مجھ کو
روشن آنکھیں، دلچسپ جواب
بھیگی آنکھیں، مست شباب
یاد ہے مجھ کو
متوازی* حسین جسم کی کوس
خوش لباسی سے سنگم ملائے ہوئے
یاد ہے مجھ کو
کیا کیا کچھ
خالِ رُخ یار تلک
اور
''تیرے برتھ مارک'' تک سب کچھ مجھ کو یاد ہیں جاناں

(ماہنامہ ریشم کراچی اگست 2002)

اُمیدِ دلنوازی

تم پہ ایسی دوری نے
کیا اثر کیا ہو گا
یہ تو میں بھی جانتا ہوں
کہ یہ تو
دو دلوں کا مسئلہ ہے
پر اتنا ہم سے سن لینا
کہ ہم ہیں بکھرے بکھرے سے
بے کلی ہماری ساتھی ہے
نیند ہماری دشمن ہے
بے کیف ہماری محفل ہے
بے طرب ہمارے لمحے ہیں
اُجڑے اُجڑے پھرتے ہیں
لیکن پھر بھی تیرا بھرم رکھے
پیار کا اخفا کرتے ہیں
لیکن اب تو تم بھی کچھ کہو جاناں
ایسی بے رُخی پہ تمہیں رنج تو ہوا ہو گا
دل کے آئینے پہ میرا عکس تو بنا ہو گا

شب بھر ہر کروٹ پر میرا نام تو لیا ہوگا
فون کی طرف کئی بار ہاتھ تو بڑھا ہوگا
مگر شاید یہ میرا خیالِ خام ہی ہوگا
تو ایسا مت کرو جاناں
ذرا بیتی وفاؤں کو کہیں آواز دے دینا
کہ مجھے تو اب بھی تم سے آمیدِ دلنوازی ہے

ون وے (One Way)

سنو جاناں

محبت کبھی ون وے نہیں ہوتی

یہ دو طرفہ ٹریفک ہے کبھی یہ جام نہیں ہوتی

یہاں دونوں یا تو Receiving End پہ ہوتے ہیں

اور پھر ان دونوں ہی Giving End کے داعی

تو یوں سمجھ لو جاناں

بیتی ہوئی چاہتوں کے عوض

تو یہ نعرۂ مستانہ کافی ہے

"Without You I am no more"

(ماہنامہ ریشم کراچی اگست 2007)

کیا محبت بھی کبھی مشروط ہوتی ہے؟

محبت اک لازعال جذبہ ہے
جو If اور But سے بالکل پاک جذبہ ہے
خلوص کے Zenith تک
یہ اک مبسوط نعمت ہے
مگر اس مرحلہ پر جب ہمیں ایک دوسرے پر
فخر کرنا تھا
پوچھنا تھا
تم نے محبت کو
دوسروں کے، تیسروں کے
روّیوں سے مشروط کرڈالا
اور ایسے جیسے میرے قدموں سے
زمین کھینچ لی
محبت میں شرط حرام ہے جاناں
تو پھر
مجھے واپس لوٹا دو
وہ لمحے جو بیت گئے جاناں
اور وقت جو ہم نے
اِک دوجے میں کھو کر گذارا تھا

(ماہنامہ ریشم کراچی اگست 2007)

I LOVE YOU

ساگر کی ٹھنڈی گیلی ریت پر
میں نے تیرا نام لکھا
اپنی اُلفت کا پیغام لکھا
پھر کئی لہریں
جھاگ اُڑاتی آئیں
اور پھر لوٹ گئیں یا یوں سمجھو
معدوم ہوئیں
لیکن تیرا نام اور میرا عزم
دونوں ہی امر ہوئے
تو پھر مان لو جاناں
کہ مجھ کو تم سے پیار ہے

"I LOVE YOU"

بدگمانی

چھوٹی باتوں پہ ہو گئے بدگماں، جانِ من
تجھ کو سمجھاؤں، میں کس طرح جانِ من
بن ترے دل تڑپتا مرا، جانِ من
جیسے ماہی جل کے بنا، جانِ من
بدگمانی نہ کر
مجھ سے روٹھا نہ کر، جانِ من
اِک عمر بعد تو مجھ کو ملا جانِ من
اب کیوں نظر نہیں آتی
وصل کی کوئی صورت جانِ من
اس حقیقت کو تو سمجھ جانِ من
بدگمانی نری زہر قاتل
بیچ میں فاصلے تو تم نے بنائے
پھر بیجا تو اصرار میرا نہیں،
اس بدگمانی سے کنارہ کرو، جانِ من

''مجھے بھول بھی جاؤ' تو یہ حق ہے تم کو'

تیری اُلفت کے اس تازہ چلن سے
میں جو دیوانہ ہوا جاتا ہوں
اپنے آپ سے بیگانہ ہوا جاتا ہوں
میرا بشاشت کا رنگ نذرِ جانانہ ہوا جاتا ہے۔
''مجھے بھول بھی جاؤ' تو یہ حق ہے تم کو'
تمہاری انا اور خودداری سے مجھے
معلوم ہے کہ تم بھلا بھی پاؤ گے مجھے
میں تو تمہاری بے رخی کا قائل بھی ہوں
میں کہ جس نے ہمیشہ تمہیں افضل ہی جانا
تو تیرے اس جھٹلانے
پر خفا کیسے میں ہو سکوں گا
مجھے تم بھول جاؤ' جاناں
کہ میں شاید تیرے قابل ہی نہیں تھا

اِک آخری مُسکان، میری آہ بھی سن لو

ذراتم یاد کرلینا
کبھی ہم بھی اک ساتھ قہقہے لگاتے تھے
وہ پیاری پیاری بھولی بھالی باتیں تو یاد رکھنا
وصل کے لمحے کی وہ بانکی، تیکھی
اور نکیلی ادائیں تو یاد رکھنا
ذرا اس لمحے کو تو یاد کرلینا
کہ جب تیری ملاحت سے
جام کوثر کے بھر بھر کے پیئے میں نے
ذرا ان موسموں کو یاد کرلینا
کہ جب تیری شوخی، تیری متانت
تیری لطافت، تیری حلاوت
تیری ملاحت، تیری صباحت
تیری نزاکت
یہ سب کچھ بلاشرکتِ غیرے میرے تھے
زرا ان سرد سیاہ راتوں کی بارشوں کی یاد رکھنا
کہ جب لحافوں میں دبکے
گھنٹوں میں اور تم

فون کو انگیج رکھتے تھے

جب ان خوشگوار باتوں میں کہیں

غلطی سے تمہیں ''آپ جناب'' کہہ جاتا

تو مجھے تم ڈانٹ دیتی تھیں

پلیز اس ڈانٹ کو مت بھلانا

کہ وہ ڈانٹ میری یادوں کی معراج ٹھہری ہے

مجھے بھول جانا' انہیں مت بھلانا

مجھے کچھ نہیں بھولا

میں بھول بھی کیسے سکتا ہوں
معصوم ادا چنچل جذبے، باتوں کی متلاشی آنکھیں
یہ بھی ہم کو معلوم نہ تھا
کہ ہم کہاں سے کہاں تک آ پہنچے ہیں
ہم جاگ رہے ہیں یا پھر خواب میں ہیں
وہ تو چنچل کلی تھی
کہ اُس کے قہقہے پھوار تھے، بہار تھے
اس کی باتیں پھول بنتی تھیں
اس کے بدن سے مہک اٹھتی تھی
اس کے ساتھ ہوتے مجھے تو بھول جاتا تھا
صبح کا آغاز اور شفق کی سرخی
سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا
لیکن اتنا یاد ہوتا تھا
کہ اِک معصوم سی گڑیا
بالکل بے خبر گڑیا
کسی بھی مصلحت کوشی سے پاک
عجب اندازِ وحشت سے
سراسر اُمیدِ نادیدہ کے غلبے سے
مجھ سے پیار کرتی تھی

موسم اور ہم تم

کسی کو تو پسند ہے بہار کا موسم
کہ جب
گلاب شاخوں پہ کھل رہے ہوں
فضا گلاب بن کے مہک رہی ہو
کسی کو شاید خزاں پسند ہو
کہ خشک پتوں پہ چلنے کی آواز
انہیں موسمِ غمِ جاناں سی لگ رہی ہو
کسی کو برفباری کی رُت اچھی لگے
کہ فضا میں چاندی بکھر رہی ہو
فضا میں نغمے بکھر رہے ہوں
مگر ہم ہیں کہ ایک جگنو کی خاطر
سردیوں کی بارشوں کے عاشق
جب دور تک لمبی کالی سڑک
ہمیں دعوت دو گام دیتی ہے
یہ کالی سڑکیں، یہ ابر و باراں
ایسے لگتے ہیں جیسے
ہماری شاموں کو

''خواہشوں کے ہزار جگنو عطا کئے ہوں''

یا پھر یہ بھیگی سڑکیں

موسم کی خنکی

بارشوں کی رم جھم

نیم شب کی خاشی

ہمیں کسی کے ہمراہ چلنے کی نوید دیتی ہیں

محبت اور اَنا

کیا کوئی میل ہے ان کا؟

محبت تو فنا کا درس دیتی ہے

اِک دوجے میں کھو جانے کا کہتی ہے

محبت قربانیوں کا نام ہوتی ہے

بڑی بے لوث ہوتی ہے

محبوب کے ناز و نخرے اُٹھاتی ہے

اِک دوسرے پر جان دینے کا درس دیتی ہے

بسر و چشم تسلیم کی خو ڈالتی ہے

انا اور عشق میں پھر میل کیسے ہو؟

انا ''دریں گلشن چیزے دیگرے''

میلے رشتے

کچھ تو رشتے مجبوری کے

کچھ ہیں اپنی چاہت کے

بھائی کا رشتہ، بہن کا رشتہ

ماں کی کوکھ کا رشتہ

ہے یہ Compulsion کا رشتہ

لیکن چائس کا رشتہ، سوچ کا رشتہ

سانجھ کا رشتہ، ہر کچھ شیئر کرنے کا ناطہ

کِتنا عُمدہ ہوتا ہے

خون سفید بھی ہو سکتا ہے

مجبوری ہے رشتے شاید روگ بنیں

پر پیار کا رشتہ، چائس کا کا رشتہ

اتھاہ عقیدت کا رشتہ

دلوں کو سدا منوّر رکھتا ہے

اور ایسے رشتے تو میلے نہیں ہوتے

لباسوں کی طرح

شیشے کا انسان

میں جو خلوص کا پیکر ہوں
میں کہ محبتوں کا داعی
میں کہ منافقت کا دشمن
میں جب بھی دیکھوں گلوں کا جوبن
کانٹے مجھے لہولہان کر دیں
اِس نفسا نفسی کے عالم میں
ایسے لگے کہ پتھروں کے اِس شہر میں
میں شیشے کا اِک انسان
کہیں کرچی کرچی نہ ہو جاؤں
کہ
معاملے دلوں کے ہیں
اور
نازک یہ آبگینے ہیں

مظلوم کون

میں تو سمجھ ہی نہیں سکتا

کہ مرد ہی ہر دم الزامِ بے وفائی کا مورد کیوں ٹھہرا؟

عورت ہی سدا مظلوم کیوں ٹھہرائی گئی

گستاخی معاف زاہدو!

کیا آدم نے حوا سے بے وفائی کی؟

کیا حوا آدم کی وجہ سے مظلوم ٹھہری تھی؟

دو منفی جوابوں پر حوا کی بیٹیو!

ذرا سوچیئے اس الزام کی خاطر

کیا موسیٰؑ نے بی بی صفورا کی خاطر

کشٹ نہیں کیا سالہا سال

کیا وہ وفا کا سمبل نہیں ٹھہرے

سیہ یوسفؑ وزلیخا کی داستان دیکھیئے

مظلوم کون تھا' انصاف کیجیئے

قصص الانبیا کے ان اوراق نے

آپ کو اپنی اخلاقی جرأت عطا کی ہوگی

کہ برملا کہیئے

مرد بے وفا نہیں، عورت مظلوم نہیں

کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

صدیوں پہلے
بابر کا پڑاؤ کنارے چناب کے
اور اس کا وہ برملا جملہ
کہ ''بوئے عشق می آید''
ذرا سوچیے تو
کیا ان پانیوں میں کوئی مہک تھی ایسی
سوہنی و مہینوال کی داستانِ عشق کی
اختر و سلمٰی کے پیا کی کویتا کی
بالو اور ماہیئے کی اتھاہ لگن کی
سسئی پنّوں کے دلگیر انجام محبت کی
مرزا صاحباں کی دلکش تڑپ کی
ہیر رانجھے کی لازوال محبت کی
یا پھر
ہزاروں محبتوں کے انمٹ انجام کی
سسکیوں اور آہوں کی
یا کہیں محبت کی پھواروں کی

ایسے ہی لمحے
میں بھی سوچ سکتا ہوں
میرا بھی تو چناب کے پانیوں سے گہرا تعلق ہے
کہ میرا نام بھی اس فہرست میں شامل ہو
مگر پھر اخفا کا وعدہ آڑے آتا ہے

محبت

محبت ایک نعمت ہے

محبت ہی حلاوت ہے

محبت ہی طراوت ہے

محبت ہی لطافت ہے

محبت ہی ملاحت ہے

محبت ہی صباحت ہے

اور

محبت حُسن بھی ہے

اور محبت اِک چمن بھی ہے

محبت زندگی ہے

محبت کے بنا زندگی اک عذاب ہوتی ہے

محبت تو بھرم ہے چاہتوں کا

دو گرم سانسوں کی یکجائی کا

محبت اعتماد ہے

محبت جسموں اور روحوں کا ملاپ ہے

محبت اوس کے قطروں کی مانند پوتّر ہے

محبت خوشبوؤں کا اِک سفر ہے

کبھی تم نے سوچا

پہاڑوں، جنگلوں، صحراؤں
میں بھی ایک رشتہ ہے
صدیوں سے پیار کی وادیوں کے باسی
پیار میں ناکامی پہ فرار کی راہ میں
کبھی پہاڑوں پر آکاش کے سائے میں
نجات ڈھونڈتے ہیں
اور نروان پاتے ہیں
کبھی قیس بن کر جنگل میں بیدِ مجنوں کے تلے
شاہد ومشہود کی یکجائی کا منظر بن جاتا ہے
پنوں کبھی بن کر
صحرانوردی میں وہ شاید
اپنے پیار کی پیاس کی خاطر معدوم ہو جاتا ہے
پہاڑوں، جنگلوں، صحراؤں کا یہ لازوال رشتہ
مانتے ہوئے بھی
میں فرار اختیار نہیں کروں گا
وہاں تو تیری مہک نہ ہو گی
میں تو تمہارے ہی شہر میں زندگی گذاروں گا
یہی شہر کہ تیرا مسکن، میرا مندر
میری پوجا، میری منزل

MEDITATION

جب کبھی میں خستہ سا ہو جاتا ہوں
جب کبھی میرا دل اداس سا ہوتا ہے
میں دریا کنارے، سکون کی خاطر
جا کر بالکل ساکن
گھنٹوں پانی کی روانی دیکھتا رہتا ہوں
یوں عجب کیفیت مجھ پر طاری ہوتی ہے
کہ میں خاموش مجسمہ لگتا ہوں
لیکن میرے اندر اک طوفان مچلتا رہتا ہے
سوچ کا زاویہ کئی دھارے بدلتا رہتا ہے
خاموش رواں پانی میں کنکر اِک گرتا ہے
تو دائرہ بنتا ہے جو بڑھتا ہے اور پھر
معدوم ہو جاتا ہے
سوچتا ہوں
کیوں نہ میں بھی غمِ جاناں کے دائرے کو معدوم ہی کر دوں
پھر پانی کی ہر دم روانی، مجھے ایک درس دیتی ہے
کہ میں بھی اسی لگن سے غمِ جاناں کو گلے لگائے رکھوں
سوچ کچھ اور گہری ہو جاتی ہے
خلیل جبران کی سی Meditation میں

اِک نئی سوچ اُبھرتی ہے
کہ جب یہ پانی اپنی رو میں بہتا ہے ساحل سے غافل
تو میں کیوں نہ بے نیازِ نکہت باغ و بہار
صرف پیار ہی کرتا رہوں
اور کسی رویئے سے خستہ دل نہ ہوا کروں
یوں میں Recompose سا واپس آتا ہوں

جب میں نے تمہیں پہلے پہل دیکھا تھا

اک ملگجی شام تھی
اک دل لگی کی محفل تھی
اک چھلک دیکھی تھی
شفق اس کے ہونٹوں پر
سرخی اس کے آنچل کی
ایسے تھی
جیسے صحرا میں آگ جلتی ہے
جیسے دشت میں چاندنی چھٹکتی ہے
لبوں پہ تبسم سجائے وہ دیوی
رعنائیاں بکھیر کر چھڑکے تھی روشنی
پر ایسے لگے، اُترے ہے آسماں سے
بدن ایسا کہ چاند کی کرنوں میں نہایا جیسے
ریشمی زلفیں، عارض شعلہء گُل ہو جیسے
روشن سی آنکھیں ایسی جگنو کی چمک ہو جیسے
بادل کی دہلیز پہ اک قندیل ہو روشن جیسے
وہ دلنشین مہتاب رخ، مثل کنول تھی جیسے
مسیحا لگے تھی وہ اور گم سم تھی کائنات

مجھ کو بے طرح اچھی لگی ہوا یسے

وہ موہنی صورت

پوچھا تھا میں نے جیسے

کس کس کا سکوں لوٹا ہے ایسے

ان ساحر ساحر آنکھوں سے

بے باک نگاہوں، باتوں سے

جام دیکھے تھے بہت لیکن پیا کوئی نہ تھا

اس دن جو اسے دیکھا

اِک حُسنِ چمن دیکھا

پھولوں کی پھبن دیکھی

ہر تازہ کلی دیکھی

اور اس نے جو

مری تشنہ لبی دیکھی

اور پھر

اس نے حسین خوابوں کی تعبیر کا مژدہ سنا ڈالا

بھر بھر کے نگاہوں سے پھر جام پلا ڈالا

پھر نغمے بہاروں کے پھوٹے تھے جبینوں سے

تسنیم کی نہریں بھی بہہ نکلی تھیں ہونٹوں سے

پھر چشمے حلاوت کے پھوٹے انہی ہونٹوں سے

جام کوثر کے بھی، چھلک اُٹھے انہی ہونٹوں سے

اور اس آبِ حیات کی نایاب لذّت سے

سیراب ہم ٹھہرے

”وہ ایک لمحہ کہ جس میں صدیوں کے فاصلے بھی سمٹ چکے تھے“

ترس رہا تھا کئی برسوں سے
اس جام کے چھلکنے کی آرزو لے کر
اور پھر
وہ پسیج گئے نگاہوں میں کرم لے کر
دھیرے سے صہبا کی معطر خوشبو لے کر
اور بدمست جوانی کا بھرپور تاثر لے کر
اور
اک طوفان مچل اٹھا
بازوؤں کے حلقوں کی یکجا لپک لے کر
دو گرم سانسوں کی یکجا مہک لے کر
جسم و جاں اور روح کی یکجا چہک لے کر
اور آخرش چمنِ فردوس کی مہک لے کر
”بیگانہ ہو چکے تھے بہار و خزاں سے ہم“
کاش مستی کے یہ لمحے ٹھہر جاتے
ٹھہر جاتے ذرا
کیا لمحہ خواب سا تھا وہ

کیا میں سوچنے میں حق بجانب ہوں؟

کہ تم بھی مجھ سے پیار کرتی ہو
تمہیں بھی میری فون کال کا انتظار رہتا ہے
تمہیں بھی میری جدائی ہول لگتی ہے
مجھے دیکھے بنا تم بھی اداس رہتی ہو
میرے کہے ہر لفظ پر تم غور کرتی ہو
میرے اَن کہے لفظوں کا تم مفہوم جان لیتی ہو
تم میری تشنگی کو محسوس کرتی ہو
مجھے تم اپنے وجود کا حصہ سمجھتی ہو
میری آمد پر تمہاری آنکھوں میں چمک سی آ ہی جاتی ہے
اگر ان سب سوالوں کا جواب مثبت بھی ہے
تو جان لو جاناں
تیرے ان سب جذبوں کی شدت
میری دیوانگی کے سامنے ماند ہے

مہمان نظمیں

میری ماں کہ جو پیار کا مجسمہ تھی

تیرا وہ حسین سا آشیانہ ماں
وہ کتنا اداس لگتا ہے
تنکے اس کے بکھرے رہے ہیں
اس کا سکون اب تو خواب لگتا ہے
مجھے تو یہ بھی یاد ہے ماں
تیرا مٹی کے گھڑوں میں پانی بھروانا
اس پانی میں کتنی سوندھی خوشبو ہوتی تھی
بابل کا گھر تیرے پیار کی چھاؤں میں اِک خوشنما محل لگتا تھا
جہاں تم پیار کرتی تھی
ہمارے ناموں سے' تمہاری آنکھوں میں اِک چمک سی کوند جاتی تھی
اب جب کہ ہر سو گھور اندھیرا ہے
تو محسوس ہوتا ہے تُو تو روشنی تھی
اِک سایا دار درخت کی مانند
تیری ٹھنڈی چھاؤں' کتنا پر سکون تھا ماحول
بہار تھی نغمگی تھی' پیار تھا' خلوص تھا
شاید نظرِ بد لگ گئی ہے تیرے آشیانہ کو
ٹھنڈی چھاؤں دھوپ کی تمازت بن گئی ہے ماں

ہر کوئی اپنی چھاؤں کا متلاشی
اپنی اپنی بولی بولے
تیرے بنا تو میری ماں
اب وہ یکتائی نہیں ہے

نسیم حسن ملک

میری ماں میری ہمجولی

تو تو بولتی تھی پیار کی میٹھی بولی
اب تو تیری تصویر، ٹک دیکھتی ہوں
پھر ماضی میں چلی جاتی ہوں
ماں تمہیں تو اپنوں نے بھی دکھ دیئے
تو وہ بھی ہنس کی سہتی رہی
اُف تک بھی تو نہ کرتی
بس خدا کو یاد کرتی تھی
میری ماں میری ہمجولی
تو تو بولتی تھی پیار کی میٹھی بولی
آپ کا جیون ساتھی، میرا بابل
فرشتہ سیرت، صبر کا سمبل
اس کی بے وقت جدائی نے
تم پر تو صبر کا پہاڑ توڑ ڈالا
تیری آنکھیں روشن ہو جاتی تھیں
اس کے برملا ذکر پر
شاید اس نے تم کو کوئی دکھ نہیں دیا تھا
میری ماں میری ہمجولی
تو تو بولتی تھی پیار کی میٹھی بولی

نسیم حسن ملک

یاسر کے نام

ویسے تو میں ہر دم تمہی کو یاد کرتی ہوں
بہت اداس رہتی ہوں
بے کیف اور بے چین پھرتی ہوں
یہ اداسی جب بہت بڑھ کر
مجھ پر محیط ہوتی ہے
تنہائی اور ویرانی سے گھبرا کر
آ جاتی ہوں گھر کی دہلیز پر
فضا میں گھورتی ہوئی
ابر کے کئی چہرے بناتی ہوں
شفق کی سُرخی دیکھتی ہوں
تو تیرا حسین پیکر نظر آئے
بھیگی آنکھوں سے تمہیں بس یاد کرتی ہوں
کبھی تو لان میں نکلے درختوں کے
پتے سہلاتی ہوں
کئی کو نوچ دیتی ہوں
دیوانگی کے سے وجد میں
لان کے چکر لگاتی ہوں

ایسے لگتا ہے کہ
پودوں کی شاخیں بھی مجھ سے پوچھیں
تیرا ہمسفر کہاں ہے؟
کتابوں کے ہر ورق پر
ورق کے ہر حرف پر
مجھے تو تمہی محسوس ہوتے ہو
خوابوں کے جزیروں میں، خیالوں کی بہاروں میں
تمہارا ہی تو مسکن ہے
میری مصروفیت، میری خامشیوں کے
میری اداسیوں، میری بے چینیوں کے
میری تنہائیوں، میری جدائیوں کے
تمہی تو بے مثل مرکز
دعاؤں کے تسلسل اور تواتر کے تمہی مرکز
تمہارے ویک اینڈ پر آنے کی نوید سے
میں مسکرا سی اٹھتی ہوں
بشاش ہوتی ہوں
تو پھر آ بھی جاؤ نا
تمہیں میں یاد کرتی ہوں
اور بے طرح کرتی ہوں

آمنہ یاسر ملک

KARACHI – 1992

A land symbol of peace

A land symbol of light

Portraying dew, roses and breeze

Turns into fire, smoke and blood

Cause pity, sorrow and depression

A bad rewards for next generations.

LOVE CONTINUED

Your presence is cheerful

Absence means restless thinking,

Often age shows its effects.

But yet you remain charming,

For your form keeps changing.

And my love continues,

Without ending.

"YOU"
(MY DEAR UNCLE)

You're a

Special kind of person

Who can

brighten any moment

Because of

all the thought fullness

and

Kindness you put in it

You're a

special kind of person

who adds so much joy to living . . .

That's why

You're adored so much

For all the joy you're

always giving.

SABEEN

(PRESENTED ON MY LAST BIRTHDAY)

BLOOMING ROSE

You are a blooming red rose bathed in dew,
Twilight in your eyes is the bright shine of stars,
Believe me this is equaled by only a few.
I shall always cherish the warmth of loving arms.
How much have you touched
my soul by your charms.

But by this sudden change of heart,
You have made me stranded,
As if rampaging after a lost dream.

(Amna Yaser)

TO A VERY DEAR SON

I am a mother

And if a mother gets dismayed;

That should be the end of everything.

So, my loving and fascinating son,

Write on the clean slate in your hand,

All the good things,

Speak the truth,

Be kind

And do love,

But with an open eye,

Think with your mind

And not an emotive heart

PEARLS AND BEEDS

A good friend

May get annoyed

Every time

All the time

But you should step ahead

Embrace him

'Cos pearls and beads

Should be woven together always.

Love is worship.

Love is comfort.

Love is enjoyment.

It is beautiful.

It is delightful.

THEME OF LOVE

I am languishing with love
Of that gorgeous and glamorous soul,
That magnificent sweet heart
My beloved
I hold her dear,
My beautiful ideal,
What is the theme of my love,
Love is admiration.
Love is devotion,
Love is affection
Love is inspiration
Love is adoration
It is a virtue
It is a pleasure
It is fondness
It is tenderness

CONVALESCENCE

I was sick

He sent me a bouquet

Rose petals scattered on the bed

Fragrance of these petals

Warmth of his feelings

Changed my inner weathers

I blushed, closed my eyes.

Smiled and felt a relief.

Deep down!

COME

Come,

At the eve of this new year

Kindle such candles

Of love and adoration

Which are eternal

Everlasting and very soothing.




THIS YEAR, ALSO

I know

This year also

She would have thought

And written such beautiful words

On a new year card

But,

Then as usual

Would have kept it to herself.

PLIGHT

In the darkness of the night

If you could see my plight!

Your behavior has cut me to a slight,

And when hope has no ray of light,

My fascination gets a flight,

And your memory brings me delight.

CAN YOU

Can you ignore her classic dress up ?

Can you over look her glamorous style ?

Can you avoid her alluring appeal ?

Can you forget her graceful self ?

Can you miss her elegant looks?

Can you leave her innovation style,

No, my friend,

You shall be inspired all the way!

DEDICATION

My all poems are

Dedicated to you alone

I am the poet of love

This fantasy is source of pleasure

These verses, a display of ecstacy.

Shall, I believe

Will keep me alive

In the annals of history

of Love and Fascination

ODE TO 'CHANGE OF HEART'

With joy and pleasure,
I awaited the dawn of this year,
But it was dark and bleak,
A feeling of fear persists,
No sigh of relief in sight,
She neglects the vision of sentiments,
She does not listen to reason,
And there is virtually no communication,
Except with those who just laugh,
Whiling away the time,
She forgets the adoration,
She ignores the dedication,
She portrays a 'Change of heart'?

FIRST AUTUMN LEAF

When the first autumn leaf fell,

I bent to pick it up,

And when I looked back,

She was there no more,

My tears rolled down

On those fallen leaves

I should have known it

Her courtship with me

Was only till the spring.

I

I know

I am at this stage of life

When my face,

Dose not resemble any flower

But still I like to

believe in her words for a while,

And I feel fragrance all the way.

A BEAUTIFUL LONG DRIVE

On the same shady road
I am driving as if since ages
Alone but sometimes with illusion
At times holding her hand
Now years have gone past,
And ONLY this September for the first time
I saw flower beds both sides of the road,
Why, sweet heart, why?

LAND SCAPE OF MIND

Driven by necessity
And impelled by urgency,
Whirling around me
A virgin forest of ideas
Woven around love anthology,
Looking up in the sky curiously
Was I in search of identity?
In the wake of my love intensity
When emotive power is visible easily,
I yearn for reciprocation
So generous and so magnanimous,
Mixed voices of worship and adoration
Change the landscape of my mind,
Amidst whispered roars of soughing tress
I recline to meditate, leisurely,
Waiting for her patiently
With a ghazal eye elegantly.

FRAGRANCE

And when I was departing
With wet shine in her eyes,
A sleekish smile on her lips
In a feeble low tone
She whispered in emotive tone,
"I'll Miss you"
My journey back home
Was emitting fragrance
And the meadows were
Roses, roses all the way.

PARTING HAS BROUGHT YOU CLOSER

Missing you too much

Remembering you too much,

I wonder,

Parting has brought you closer

to my heart, to my mind

I feel myself melting

In the strong hold of your arms.

My lips still wet . . .

And I feel your fingers in my hair,

The autumn and the spring

And all my inner weathers

Relate to my fascination of your presence,

Your arrival, a whisper of a new breeze,

You are my ideal!

DEEPER THAN OCEAN

Love is deeper than the ocean,
'Cos its based on fascination,
And is formed by pure emotion,
Love, a source of spiritual intoxication,
And a rightful motivation,
A symbol of worship and adoration.

PURPOSE OF LIFE

Purpose of my life too clear,

To get to your heart very near,

For me you are One and only Love,

No doubt an outstanding beauty,

Waiting for you is always a thrill,

You're a part of my soul like a grille,

Come down my cherished ideal,

I am waiting for you with joyous heart,

Open arms and heart full of Love,

That can never be equaled by any one.

STILLNESS OF NIGHT

In the stillness of night,
Alone with myself,
What do I dream aloud,
What do I wish around,
As my longing lips dry,
When I feel to cry,
Missing you deep down,
Myself and me alone,
I wound certainly open my heart,
But to whom, darling of my fascination,
For me to be a proud identification,
Are you far too away?

CITADEL OF GRACE

She is citadel of beauty and grace,

Symbol of humour and smiling face,

A source of dip in eternal space,

Her caring leaves no woe trace,

Her passion gives my love a good pace.

GRACE

Her mere grace puts me in eternal space

Her response gives me love a heavenly pace

To me her appearance is a brilliant light,

A true and equally fascinating sight,

Her soothing words are like a candle,

Her charm quite a solace for my mind,

To me she is a good find,

Will she ever be mine?

A LOVE DEVALUED

I loved her in abundance;

There was some response too,

I had relished all those days,

Of Love, worship and adoration,

Those long moments of **ECSTACY**,

Were full of joys and fascination,

But God knows what happened

And the love was out in "chains"

Of Don'ts and caution,

How could I fascinate this "bonded love"

Love in chains and restriction and hesitations!

Tis to me a **Love devalued**!

SENSUAL

I adore your large shiny eyes,

I miss your delicate jaw,

I like that small nose and full lips,

I endear the small chin and . . . .

I love that unblemished skin,

I appreciate your wit and shine,

I adore thee;

I worship thee;

A SMILE

Sitting in the lawn

At the smile of dawn,

I saw a pair of roses,

Resembling the twilight of your beauty,

I saw a pair daffodil

Resembling the shine of your eyes,

I saw a pair of narcissus,

Emitting your very fragrance,

They were all smiles,

They were all beams,

They were full of joy,

That's why I thought,

They were like you and I.

LIFE WITHOUT YOU

Can't live without you,
Can't lead to peace of soul,
Without a glimpse of you,
You are my adoration,
You are my inspiration,
You are my dedication,
You are my motivation.
I'll take up any crusade,
Go as far the heights of sacrifice,
I'll give up any treasure,
To elicit your look of Love
Your lips are so delightfully minted!
But they are not the only charms.
Of the blissful wonders, God created in you;
Let me tell you,
I've won my cherished ideal,
And my lovable sweet heart,
will find you some day,

MY SELF AND ME ALONE

To me when she is around,

Everything looks so good and sound,

Like yellow as honey, red as wine

Makes music sweet and fine,

Things appear bright as morning star,

Leaving **Myself and Me Alone**,

Without her flashing stars

Without her scented breeze,

And without her delighted wit,

Myself and Me Alone!

FEEBLE THOUGHTS

Who is always around me,

When I am alone,

In my heart I feel you deep down,

Yours feeble thoughts,

Make me feel yours presence,

I fascinate you in my dreams,

I quarrel with my thoughts,

When I find you not,

But they defeat me every time,

I feel your eyes, your lips,

Whispering to me passionately,

And then I feel your hands in my hands.

I LOVE YOU

I love you

I love you freely without restriction,

I love your understanding without doubt;

I love you honestly without deceit;

I love you creatively without conditioning

I love you **Now** without reservations;

I love you physically without pretending;

I love your soul without wishing;

I love your being without wanting;

I love you!

CANDLE OF ADORATION

She is the guardian of my soul,
Full of love and dedication,
I adore her without hesitation,
She is my idol of worship,
An idol of love and inspiration,
My only center of attraction,
To me she is a candle,
A candle of adoration,
Her words sweet message of love,
Send waves of solace to the core of my heart,
In a virgin dive she sinks herself,
Into the depths of my heart and soul,
Her charm is spun around me,
I want her love to always surround me,
That I have to hold her
And seal my adoration with a bliss.
She is my love!

ECSTASY

And when I first saw her;

She was at her tautest,

Sending out fascinating signals of her silky body,

With her pearly teeth, and curly hair,

With her dewy skin and chubby cheeks,

With rosy complexion, sultry voice and starry eyes,

With her cheeks glances and juicy lips,

I can't forget her lusty smile and flashy dress.

Oh, the jaunty looks and her racy gestures.

Oh God, everyone was

Tempted to look into them

A DREAM

And I dream;

A moonlit winter night,

When snow flakes fall gently,

Look mountain, oceans, leaf and stone,

When stars shine and moon glow,

Streams full of stars,

In the radiant glow

I see her feet in dance,

And then the full blossom beauty's glance,

When her eyes enrich a sweet smile,

I address her in a passionate tone,

“You' re all that, I can call my own!”

She smiled,

And it was roses, roses all the way!

LIVING ON THE EDGE

In the diminishing twilight of the sun
When rays are red
And their image in the water of the lake,
Dances in the feeble make,
Do you know whom do I wish to be around,
You, my love, with all the pearls of beauty,
With all the charm,
Amidst humor and wit,
And the wet shine of your eyes,
And when the darkness falls,
I am reminded of the chains of my bonded Love,
And a long list of Donts stares me in my face
Returns to my fold,
Oh, fairy of my fascination,
But all the way,
I can't remain living on the edge for a long.

NO NOT A FRIEND

You call me just a friend,

Although I value my friends,

But believe in me

I adore you not mere a friend,

I take you as part of my self,

You are a solace for my soul,

You are the essence of my head and heart,

How can you then line me up,

In a row of many friends

A long list of them,

Joining you in smiles and laughers

And not sharing all the way down!

MELODY OF LOVE

It is a nightingale's song?
Or a cuckoo's spring time chaunt?
Why do I feel music in my heart,
Why do I remain spell bound
Long after it was heard,
If fact yours words create this melody,
And love is the theme of the psalm,
This will be a treasure for me
Sometime in distant years
With hopeful eyes.

INDEBTEDNESS

I am indebted to:-

a. My **only and one wife** for affording moments of solitude and meditation.

b. **Amna and Yaser** (my dearest couple) for their encouragement and going through the manuscript.

c. My very friendly son, Engineer **Shehryar Malik** for his candid advice and frank comments.

d. Justice Ijaz Ahmed Chaudhry Sahib for motivation and inspiration.

e. Tanvir Malik, Mrs Usman Tarar, Ch. M. Aslam and Sardar Saeed Gul for their encouragement.

FOREWARD

I have gone through the poet's earlier books of urdu poetry which have earned lot of admiration from the readers. Te present book of English Poetry is a breeze of fragrance and echo of love psalms. I am sure each word is heartfelt and therefore, appeals to the reader deep down. As a student of English and Fine Arts, I am confident this book shall attract lot of appreciation from its readers. I agree with the poet, when he says that love should have no chains and should be all embracing. The book bears such a lovely name and is a true portrayal of ecstasy and display of exalted feeling of love and fascination.

(PROFESSOR
CH. JAN MUHAMMAD)

RAISON DE'TRE

This book as it appears produces a blend of poetry of Love and Fascination. Love and humor have been my fascination. Limitations, restrictions and hesitations are the chains of love where as humor is a sigh of solace for that great sentiment of love and affection. Love knows no bounds as it reaches out worship and adoration. Any chain to love is virtually its devaluation. Here and there the reader will find a disturbed rhyming pattern. I believe it will jolt the reader to pause, ponder and share the poet's feelings, yearning for a breath of fresh air. Whatever the standard these poems are a good present for the 'Love Birds' of the day. I am deeply indebted to Ch. Sahib for suggesting a good name for the book.

BRIGADIER
(HASAN AKHTAR)

"GOOD HUMOR MAY BE SAID TO BE ONE OF THE VERY BEST ARTICLES OF DRESS ONE CAN WEAR IN SOCIETY".

(W.M TRACKERAY)

" I LOVE YOU, NOT ONLY
FOR WHAT YOU ARE, BUT
FOR WHAT I AM WHEN I AM
WITH YOU".

(ROY CROFT)

DEDICATED
TO
MY OWN
FASCINATION
AND
FANTASIES

ECSTASY

Hasan Akthar Malik

being diagnosed with cancer twice (he did not tell anyone outside the immediate family because he did not want his friends and family to sympathize), suffering from advanced kidney disease and a weakening heart - he remained unafraid and strong. Despite being in tremendous pain, he stood tall until the end. During his last couple of days (as he was very ill in ICU), he insisted the duty doctor to permit him a break so that he can take his granddaughters for lunch; and refused help while he shaved himself – he did not want to be dependent on anyone and never was.

Is dua kay sath k Allah swt Abbu Ji ko Jannat ul Firdous me jagah day, and favor me with the opportunity to hug him again as we meet - the hug that I could not give him while he was in the ICU and put on a ventilator as I arrived at the hospital during his last day.

Hasan Shehryar Malik ('City friend' as Abbu Ji would call me when I was a kid; and 'my pride' as I grew up)

more than anything). He had a very special connection with every person in the immediate family, the extended *Malik* family and beyond. He was a child when interacting with children – undoubtedly, the biggest loss of his death has indeed been to his grandchildren. I remember book remarking that he didn't even know some of the people who reached out for his assistance and he would respond with, "If a call from me can help someone, why not?" I can't think of him ever turning down anyone who reached out to him for help. I believe this was the reason that none of his acquaintances refused to oblige him when he would make that call. Hence the title of the "*PiyarkiPohanch*".

2. **A devout servant of God**: He had a humble soul and would often say to us, "A*apkimaan say pehlay mere duakabol ho ge ... Allah ne kehnahai ye gunah gar bandahai, mere pass ayahai, men isskibaatnaheetaalsakta.*" He had very strong faith in God and his prophet (and was greatly inspired by the prophet's uncle *Hamza* and so named his grandson after him).

3. **A warrior:** From volunteering for a suicide mission on the battlefield of 1971 (*Shakargarh* sector) deploying long range artillery guns within enemy machine gun range (for which he refused initiation of citation for *Sitara-e-Jurat* as we lost East Pakistan), to bravely fighting his diseases, including

Preface

It has been a year since *Abbu Ji* left us. The loss of your father, no matter how old you are, changes your life forever. And it changed our life, too. He was our protector, keeping us safe. We haven't gotten over the loss; we are simply trying to live with it and he is never far from our thoughts. Even today it's hard for me to look at a picture of him for more than a few seconds without my eyes tearing up. Despite the desire, I have not been able to muster enough strength to write about him or express myself. So when Yaser asked who should write the preface for the book (a compilation of *Abbu Ji's* poetry) that he had decided to publish around *Abbu Ji*'s first death anniversary, I asked him, why not me?

Abbu Ji was no ordinary person, yet he lived a very ordinary life. He taught us how to live simply while leaving a lasting impression on those around us. As one of his mentors, the honorable Brig. Akhtar (late) described, "*Main ne dunyadari Hasan Malik se sekhe.*" He had a perfect balance between *deen* and *dunya*. He was so filled with love that it would create an aura around him. As I try to write this preface, I am thinking of what we remember him for:

1. **A symbol of love & care**: He loved his family beyond imagination and helped literally anyone in need (he would always preach to us of *hukoq-ul-ibad*

تعارف



بریگیڈیئر حسن اختر ملک

حسن اختر ملک عساکرِ پاکستان سے بریگیڈیئر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور پنجاب گورنمنٹ کے تحت ایک اعلیٰ عہدے پر بھی فائز رہے۔ ان کا اکیڈمک کیریئر بہت شاندار رہا، بی اے میں میڈلسٹ ہونا اور دورانِ تعلیم تمام عرصہ اسکالرشپ ان کا امتیاز رہے۔ وکالت کا امتحان بھی اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔

ان کا تعلق رانجھے کے دیس سرگودہا سے ہے۔ جب کہ تعلیم سوہنی کے وطن گجرات اور اختر شیرانی کے شہر لاہور میں حاصل کی۔ زمانہ طالب علمی ہی سے مختلف جرائد میں لکھتے رہے ہیں۔

پیار و محبت ان کا خصوصی موضوع ہے۔

وہ ایک نہایت پُرخلوص اور پیار و محبت سے بھرپور شخصیت تھے جس کی وجہ سے ہر چھوٹا بڑا یہی سمجھتا تھا کہ وہ اُس کے بہترین دوست ہیں۔ اُن کو رسول اللہ حضرت محمد ﷺ سے بہت عقیدت تھی اور آپ محمد ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ایثار و قربانی کے جذبہ کے تحت انسانیت کو اپنا شعار بنایا اور ہر کسی کی بھرپور مدد کی۔

وہ ایک نڈر اور پُرعزم فوجی بھی تھے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران انہوں نے ایک Suicidal Mission کو رضا کارانہ طور پر نہ صرف نہایت احسن طریقے سے نبھایا بلکہ دورانِ جنگ مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہونے کے دکھ کی وجہ سے تمغۂ شجاعت لینے سے انکار کر دیا۔

ان کی ذہنی مضبوطی اور پُراعتمادی کا یہ عالم تھا کہ کینسر، دل اور گردوں کے عارضہ جیسی جان لیوا بیماریوں کا کئی سال ہمت اور جذبے سے نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کیا بلکہ ایک بھرپور زندگی گزاری۔

پوتے پوتیوں سے ان کا پیار مثالی تھا۔ زندگی کے آخری دن انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں لیٹے ہوئے بھی ڈاکٹر سے کچھ دیر کی مہلت مانگتے رہے تاکہ بچوں کو کلب میں ہمیشہ کی طرح کھانا کھلا سکیں۔ آخر کار وہ ہمیں اپنی بے تحاشہ محبتوں میں چھوڑ کر ۱۲ جنوری ۲۰۱۹ء کو اپنے والدین اور اللہ میاں سے جا ملے۔

اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

ماہ نور یاسر